عمر خیام کی چند رباعیوں کی تشریح

(۱) آمد سحری ندا ز میخانهٔ ما — کای رند خراباتی و دیوانهٔ ما
برخیز که پر کنیم پیمانه ز می — زان پیش که پر کنند پیمانهٔ ما

ترجمہ: ہمارے میکدہ سے ایک صبح یہ آواز آئی کہ اے شراب خانہ کے رند اور ہمارے دیوانے! تو اٹھ کہ ہم (اپنا) پیمانہ شراب سے بھر لیں اس سے قبل کہ (قضا و قدر یا دوسرے) ہمارا پیمانہ (زندگی) لبریز کر دیں۔

یہ رباعی مشہور رباعی گو یعنی عمر خیام کی ہے۔ وہ کہتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کی زندگی کی مدت بہت محدود ہے۔ اس لیے اپنی زندگی کا پیمانہ لبریز ہونے سے پہلے زندگی کی فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ پیمانہ بھرنے کا مطلب واقعی شراب سے بھرنا مقصود اصلی نہیں ہے بلکہ زندگی کے جو لمحے میسر ہیں، انھیں تعمیری کاموں میں صرف کرنا چاہیے اور اپنے پیمانہ دل کو عشق و محبت سے لبریز کرنا چاہیے ورنہ حرمان نصیبی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) چون ز آب و گل آفرید صانع ما را — کرده به غم زمانه قانع ما را
پیوسته مرا ز می همی منع کنی — خود سرشت شد این سرشت مانع ما را

ترجمہ: جب صانع یعنی اللہ نے ہم کو گیلی مٹی اور پانی سے پیدا کیا تو اس نے زمانہ کے غم کے ساتھ (ہمیں) قناعت بخشی۔ تو ہمیشہ مجھے شراب سے منع کرتا ہے (حالانکہ خود تنگدستی ہمیں (شراب سے) منع رکھے ہوئے ہے۔

یہ رباعی عمر خیام کی ہے۔ اس رباعی میں ~~[illegible]~~ اس نے اپنی قناعت پسند طبیعت کے پس منظر میں اپنے افلاس اور تنگدستی کا اظہار کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اس کی پیدائش کے ابتدا اللہ نے قناعت کی بڑی دولت بخشی، یہاں تک وہ غم زمانہ پر بھی اور اس کے باوجود قناعت کر لیا ہے۔ مخاطب یعنی ناصح اسے شراب پینے سے رکنے کی نصیحت کرتا ہے حالانکہ وہ خود تنگدستی اور افلاس کی وجہ سے شراب پینے سے یکسر گونہ قاصر ہے۔ وہ پہلے ہی قناعت کی بڑی دولت کے حصول کی بات کہہ چکا ہے اس لئے اسے شراب سے رکنے کے لیے ناصح کی نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں۔
اس رباعی میں بنیادی طور پر قناعت کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ حرص و ہوس سے پریشانیاں بڑھتی ہیں اور تکلیفوں کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ پرسکون زندگی کے لیے قناعت بہت ضروری ہے۔

---

(۳) گر می نخوری طعنه مزن مستان را — گر دست دهد توبه کنم یزدان را
تو فخر بدین کنی که من می نخورم — صد کار کنی که می غلام است آن را

ترجمہ: اگر تو شراب نہیں پیتا تو (بھی) مستوں پر طعنہ زنی مت کر (اس لیے کہ) اگر مجھے موقع مل جائے تو اللہ کے حضور توبہ کر لوں۔ تو اس بات پر فخر کرتا ہے کہ تو شراب نہیں پیتا لیکن (لیکن پردہ میں) سیکڑوں ایسے کام کرتا ہے کہ جس کا شراب (بھی) غلام ہے۔

یہ رباعی سلجوقی دور کے مشہور رباعی گو شاعر عمر خیام کے قلم سحر کا نتیجہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو لوگ شراب نہیں پیتے لیکن میکشوں پر اعتراض کرتے ہیں اور ان پر کیچڑ اچھالتے ہیں، ان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے وہ اپنے گریبان کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ وہ شراب کی حرمت کے مقابلہ میں دوسرے سنگین حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں جو زیادہ لائق سرزنش ہیں۔ اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ دوسروں پر اعتراض اور طعنہ زنی سے قبل اپنے اعمال کا احتساب کرنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

(۴) از آتش ما دود کجا بود این جا
ونه مایهٔ ما سود کجا بود این جا
آن کس که مرا نام خراباتی کرد
در اصل خرابات کجا بود اینجا

ترجمہ: یہاں ہماری آتش (محبت) میں دھواں کہاں ہے؟ اور یہاں ہمارے سرمایہ سے نفع کہاں ہے؟ وہ شخص جس نے میرا نام "خراباتی" رکھ دیا (وہ بھی شراب خانہ ہے کہ) در اصل یہاں خرابات کہاں ہے؟ یعنی نہیں ہے۔

یہ رباعی مشہور زمانہ رباعی گو شاعر خیام کی ہے۔ فلسفیانہ انداز میں کہتا ہے کہ اس زمانہ اور آج کی دنیا میں حقیقت و صداقت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ مصالح اور تعمیری قدریں مفقود ہیں۔ ویسے یہاں محبت بھی ہے تجارت بھی ہے، بخشش و سرشاری بھی ہے اور مدہوشی و سرمستی بھی ہے لیکن عوام کو تو چھوڑ دیجیے، خواص کو بھی اب نہیں معلوم کہ اصل محبت اور اس کی حقیقت و ماہیت کیا ہے، اصل نفع کیا چیز ہے اور سرمایہ و زندگی کیسے کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل غائب ہے، ہر طرف نقل ہی نقل کی کارفرمائی ہے اور اسی کا راج ہے۔ کس حد تک حالات بگڑ گئے ہیں، اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ معاملہ یہاں تک آن پہنچا ہے کہ اصلی اور حقیقی میکشی بھی نہ رہی کیونکہ اصلی اور حقیقی میگسار ہی مفقود ہیں۔

---

(۵) غم چند خوری بکار نا آمده پیش
رنج است نصیب مردم دور اندیش
خوش باش و جهان تنگ مکن بر دل خویش
کز خوردن غم قضا نگردد کم و بیش

ترجمہ: تو مستقبل کا غم اب کب تک کھاتا رہے گا؟ دور اندیش لوگوں کی قسمت میں ہی رنج و الم ہے (اس لیے) تو خوش رہ اور اپنے دل پر دنیا کو تنگ مت کر کیونکہ غم کھانے اور فکر کرنے سے نوشتۂ تقدیر میں کمی یا زیادتی نہیں ہوتی ہے۔

یہ رباعی عمر خیام کی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ انسان کو مستقبل کی فکر میں حیران و پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آج ہی کا غم کھانے کو کیا کم ہے کہ کل آئندہ کا غم آج کیا جائے۔ دور اندیش رنج و مصیبت میں اپنے متصرف ہے۔ مقدر میں جو لکھا ہے وہ تو ہوگا ہی البتہ قدرت کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے آنے والے وقت کی فکر میں گھلنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ انسان خوش و خرم رہے، دنیا کو تنگ و تاریک نہ سمجھے کیونکہ فکر کرنے سے نوشتۂ قضا و قدر میں تبدیلی ممکن نہیں۔ بس زندہ دلی و سرمستی اور بے فکری کے ساتھ زندگی گزارے کہ "زندہ دلی ہی زندگی ہے"۔

---

(۶) خرم بتو داشتم دل بی غم را
هجر تو حزین کرد دل خرم را
من تلخی عالم بتو خوش می کردم
با تلخی هجرت چه کنم عالم را

ترجمہ: میں نے (اپنے) غمگین دل کو تیرے سہارے خوش و خرم رکھا (مگر) تیری جدائی نے (میرے) خوش و خرم دل کو مغموم کر دیا۔ میں نے دنیا کی تلخی کو تیرے ذریعہ بھی خوشی گوارہ کر لیا (لیکن) تیری جدائی کی تلخی کے ساتھ دنیا لے کر کیا کروں۔

یہ رباعی عمر خیام کی ہے۔ کہتا ہے کہ معشوق اگر قریب ہو تو عاشق کا دل غم کے باوجود خوش و خرم ہو جاتا ہے لیکن اگر معاملہ جدائی تک پہنچتا ہے تو دل کی خوشی، حزن و ملال میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ معشوق حقیقی کی قربت کے سہارے انسان دنیا کی تلخیاں اور پریشانیوں کو بھی بخوشی گوارہ کر لیتا ہے لیکن جدائی مقدر بنی تو خوشی کافور ہو گئی ساتھ دنیا انسان کے لیے کسی کام کی نہیں رہ جاتی۔ اس لیے انسان کو ایسی خوشی چاہیے کہ جو ہجر و جدائی سے کسی طور پر بھی متاثر نہ ہو۔

Scanned with CamScanner